ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.7,Issue No.1 (2025)
(January to March)

ناصر کاظمی کی غزلوں میں تمثال آفرینی

Symbolism in Nasir Kazmi's Ghazals

حاجی محمد
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، نیشنل کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس، ملتان
پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل پتافی
شعبہ اُردو، نیشنل کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس، ملتان

Haji Muhammad
PhD Scholar Urdu, NCBA&E, Sub Campus Multan
Prof.Dr. Muhammad Shakeel Patafi
Department of Urdu NCBA&E, Sub Campus Multan

Abstract:
This article explores the concept of imagery in the ghazal poetry of Nasir Kazmi, one of the most prominent modern Urdu poets. The study analyzes how Nasir Kazmi employs vivid and delicate imagery to express complex emotions such as loneliness, nostalgia, loss, and the passage of time. His poetic imagery is deeply rooted in everyday experiences, natural elements, and subtle psychological states, which together create a unique aesthetic atmosphere in his ghazals. The article highlights that Nasir Kazmi's imagery is not merely decorative; rather, it serves as a powerful tool for conveying inner feelings and philosophical reflections. Through images of evening, rain, deserted streets, fading memories, and silent landscapes, the poet constructs a world that reflects both personal sorrow and collective human experience. His use of simple yet evocative symbols allows readers to connect emotionally with the poetic text while appreciating its artistic depth. In conclusion, the article argues that imagery plays a central role in shaping the thematic richness and emotional intensity of Nasir Kazmi's ghazal poetry.

Keywords: Nasir Kazmi, Urdu Ghazal, Poetic Imagery, Symbolism, Modern Urdu Poetry, Aesthetic Expression, Emotional Landscape, Loneliness

اُردو شاعری میں غزل ایک نمایاں صنفِ سخن ہے جس نے روز افزوں اپنے موضوعات، رمز و کنایہ، اسلوب اور قوتِ ابلاغ کی وجہ سے اپنے دامن کو وسیع کیا ہے۔ اردو غزل کلاسیکی دور سے لے کر نو کلاسیکی، ترقی پسند غزل سے جدید اردو غزل تک کا ادبی سرمایہ اُردو ادب کو میسر ہے جس نے تاریخ میں ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ غزل نے ہر دور کی فکر اور مسائل کی عکاسی کی ہے۔ غزل کے جملہ اوصاف کی تفہیم کے لیے فنی و فکری پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کی شعریات اور اسالیب کو جاننا ضروری ہے۔ معنی آفرینی، رمز و کنایہ، علامات، تشبیہ و استعارہ اور تمثال آفرینی ایسے اوصاف ہیں جو کسی بھی شاعر کے کلام میں اُس کی شاعرانہ عظمت میں اضافہ کرتے ہیں۔ ناصر کاظمی (۱۹۲۵-۱۹۷۲ء) کا شمار بیسویں صدی کے جدید غزل گو شعراء میں ہوتا ہے۔ اُن کے کلام میں ہجرت کا دکھ، یادِ

ماضی، تنہائی و اداسی اور رات کے استعارے موجود ہیں۔ اُن کی غزلیں رومانوی اور حُزنیہ ہیں جن میں سے اکثر سہلِ ممتنع اسلوب کی حامل ہیں۔ ناصر کی غزلوں میں موسیقیت، نغمگیت اور تغزل پایا جاتا ہے۔ کچھ غزلیں ڈرامائی کیفیت کی حامل ہیں۔ ناصر کے کئی شعری مجموعے ہیں جن میں برگِ نے، دیوانِ ناصر اور پہلی بارش شامل ہیں۔ ناصر کی غزلیں کئی ایک فنی، فکری اور اسلوبیاتی خوبیوں کی حامل ہیں۔ تمثال آفرینی (Imagery) بھی ان کی غزل کی نمایاں خصوصیت ہے۔ ناصر کاظمی کی غزلوں میں "تمثال آفرینی" کے جائزے سے قبل اس ادبی اصطلاح کے معنی و مفہوم کی تفہیم ضروری ہے۔ حفیظ صدیقی تمثال آفرینی (Imagery) کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> "تمثال" ترجمہ ہے انگریزی اصطلاح امیج (Image) کا اور امیج سے مراد وہ تصویر ہے جو شاعر کے مہیا کیے ہوئے الفاظ کے ذریعے ہماری چشمِ تصور (چشمِ خیال) کے سامنے آتی ہے۔ محسوس اشیاء کو قاری کی چشمِ خیال کے لیے روشن کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ شاعر کا کمال اس بات میں ہے کہ وہ مجردات و کیفیات کو بھی ایک ایسا پیکر مہیا کر دیتا ہے کہ چشمِ خیال اُنہیں اس طرح دیکھتی ہے جس طرح چہرے پر سجی ہوئی آنکھیں کسی شے کو دیکھتی ہیں۔" (۱)

شاعر اپنے شاعرانہ تخیل کے ذریعے استعارہ، تشبیہ اور مرکبات کے ذریعے یہ تمثالیں یا امیج کو لفظی شکل میں پیش کر دیتا ہے۔ محمد ہادی حسین نے مغربی نقاد Poetic image by C Day Lewis کا شاعرانہ تمثال کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:

> "وہ الفاظ کے نقش و نگار سے بنی ہوئی ایک تصویر ہوتی ہے۔ کسی اسمِ صفت سے، کسی تشبیہ سے، کسی استعارے سے ایک تمثال پیدا ہو سکتی ہے۔ بلکہ یہ ممکن ہے کہ وہ کسی ایسی ترکیب، جملے یا عبارت کی صورت میں پیش کی جائے جو سطحی طور پر تو محض ایک بیانیہ مجموعۂ الفاظ ہو لیکن ہمارے ذہن کو کسی خارجی حقیقت کی عکاسی پر مستزاد کسی چیز کی طرف منتقل کرے۔ چنانچہ ہر شاعرانہ تمثال کسی نہ کسی حد تک استعارے کی خصوصیت رکھتی ہے۔ تمثال کی سب سے زیادہ عمومی قسم ایک مرئی تصویر ہوتی ہے لیکن بعض اوقات تمثالوں میں دوسرے حواس کے تجربوں کے عناصر بھی شامل ہو جاتے ہیں۔" (۲)

"تمثال کا انگریزی میں ترجمہ (Image) آیا ہے، اردو میں تمثال آفرینی (imagery) کے لیے پیکر تراشی کا لفظ بھی مقبول ہے۔ بعض نقادوں نے "مثالی پیکر" اور "محاکات" کی اصطلاح بھی اسی مفہوم کے لیے استعمال کی ہے، جب کہ ڈاکٹر عبدالعلیم نے Imagery کے حقیقی معنی یوں تحریر کیے ہیں:

> Imagery : شبہیں، تصورات، صورتیں، مجسمے، کندہ کیے ہوئے نقوش، تشبیہ اور استعارے۔" (۳)

ان تعریفات کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ تمثال آفرینی سے مراد وہ تصویر ہے جو شاعر اپنے محسوسات کے اظہار کے لیے لفظی تصویریں بناتا ہے۔ تمثال آفرینی کو حواسِ خمسہ کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اس کی درج ذیل اقسام ہیں:

۱. بصری تمثال	۲. سمعی تمثال	۳. شموی تمثال
۴. مذوقی تمثال	۵. لمس تمثال	

ناصر کاظمی نے اپنی شاعری میں تمثال کاری کے عمدہ نمونے پیش کیے ہیں۔ انہوں نے مختلف حِسوں کے امتزاج سے وہ تصویر کشی کی ہے کہ قاری کو نہ صرف بولتی ہوئی نظر آتی ہے بلکہ دکھائی اور سُنائی بھی دیتی ہے۔ تمثال آفرینی کا عمل فطری ہوتا ہے جو کہ شاعر کی ذہنی اختراع ہے، اور اسی سے شاعری میں منفرد رنگ جھلکتا ہے۔ ناصر کاظمی نے ہجرت کی، فسادات دیکھے، اور اس کا نقشہ ان کے ذہن میں تھا۔ انھوں نے اپنی غزلوں میں تمثال کاری کے ذریعے ان تجربات کو پیش کیا ہے۔ اس طرح ماضی کے تجربات بھیس بدل بدل کر پیکر کی شکل میں سامنے لاتے ہیں۔ ناصر کاظمی نے اپنی غزل میں تصویری اور حسی پیکر تراشے ہیں۔ ناصر نے اپنے احساسات، جذبات اور خیالات کو قاری کے ذہن میں واضح تصویر کی صورت میں پیش کیا ہے۔ ناصر کاظمی کی تمثال آفرینی میں سادگی ہے۔ ان کی غزل میں تنہائی، اداسی، یادِ ماضی، شام، بارش، ویرانی اور خاموشی کے مناظر اس طرح پیش ہوتے ہیں کہ قاری کے ذہن میں جیتی جاگتی تصویر بن جاتی ہے۔ شاعر نے فطرت کے مناظر کو اپنے احساسات کے اظہار کے لیے استعمال کیا ہے۔ شام، چاندنی، بارش، ہوا اور درخت وغیرہ کی تصویریں ان کی غزل میں بار بار آتی ہیں۔ ان مناظر کو ناصر نے فطرت کی عکاسی کے ساتھ ساتھ داخلی کیفیت کے اظہار کے لیے بھی استعمال کیا ہے۔

دن بھی اداس اور میری رات بھی اداس
ایسا تو وقت اے غمِ دوراں نہ تھا کبھی (۴)
ختم ہوا تاروں کا راگ
جاگ مسافر اب تو جاگ (۵)
؎ پھر جاڑے کی رُت آئی
چھوٹے دن اور لمبی رات (۶)
؎شام کی گہری اونچائی سے
ہم نے دریا کو دیکھا تھا (۷)

؎تو نے تاروں سے شراب کی مانگ بھری
مجھ کو اک اشک صبحگا ہی دے . (۸)

ناصر کاظمی کی شاعری میں تنہائی کا احساس بہت گہرا ہے۔ انہوں نے خالی گلیوں، سنسان راستوں اور خاموش فضا کی تصویریں پیش کی ہیں۔ خاموشی کو بھی پیکر عطا کیا ہے۔

؎دل تو میرا اداس ہے ناصر
شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے (۹)
؎کہاں ہے تو کہ تیرے انتظار میں اے دوست
تمام رات سلگتے ہیں دل کے ویرانے (۱۰)
؎یہ ٹھٹھری ہوئی لمبی راتیں کچھ پوچھتی ہیں
یہ خامشئ آواز نما کچھ کہتی ہے (۱۱)

ماضی کی حسین یادیں ناصر کاظمی کی غزل میں ایک خاص تمثیل رکھتی ہیں۔ پرانی گلیاں و کوچے، بچھڑے ہوئے دوست اور بیتے ہوئے دن ان کے ہاں تصویری پیکر کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔

؎ایک سمے پھول میں نازک ہاتھ تھا میرے شانوں پر
ایک وقت کہ میں تنہا اور دکھ کے کانٹوں کا جنگل (۱۲)

؎ دوست بچھڑے ہیں کئی بار مگر
یہ نیا داغ کھلا ہے اب کے (۱۳)

ناصر نے غزل میں آوازوں سے بھی تماثیل نگاری کا کام لیا ہے اور عمدہ مناظر تخلیق کیے ہیں۔ خاموشی، ہوائی سرسراہٹ، شہر کی سائیں سائیں، دھوپ کی چمک، بہار کی رنگینی، خزاں کی اداسی اور بہاریں۔ ان سب سے تصویریں کشید کی ہیں۔ ان کی تماثیل نگاریمیں پیچیدگی نہیں ہے بلکہ سادگی ہے۔ یہی سادگی ان کی شاعری کو مؤثر اور دل نشیں بناتی ہے۔

؎دردِ خزاں میں یوں میرے دل کو قرار ہے
میں جیسے آشنائے بہاراں نہ تھا کبھی

؎ کیا دن تھے جب نظر میں خزاں بھی بہار تھی
یوں اپنا گھر بہار میں ویراں نہ تھا کبھی (۱۴)

؎ اب کی فصلِ بہار سے پہلے
رنگ تھے گلستان میں کیا کیا کچھ
کیا کیوں اب تمہیں خزاں والو
چل گیا آسماں میں کیا کیا کچھ (۱۵)

؎کلیاں جھلسی جاتی ہیں
سورج پھینک رہا ہے آگ (۱۶)

؎ پردہ گُل ہی سے شاید کوئی آواز آئے
فرصتِ سیر و تماشائے بہاراں ہی سہی (۱۷)

؎ رنگ کُھلے صحرا کی دھوپ
زلف گھنے جنگل کی رات (۱۸)

ناصر کاظمی نے درد اور غم سے بھی پیکر تراشے ہیں۔ درد اور غم کو ناصر نے ایسے پیکر میں ڈھالا ہے کہ وہ انسان کی سوچ سے نکل وجودی شکل میں ہمارے سامنے آکھڑا ہوتا ہے۔

؎ جوشِ جنوں میں درد کی طغیانیوں کے ساتھ
اشکوں میں ڈھل گئی ہے تیری صورت کبھی کبھی (۱۹)

؎ ہر چند غم بھی تھا مگر احساسِ غم نہ تھا
درماں نہ تھا تو ماتمِ درماں نہ تھا کبھی (۲۰)

؎ دل کو تیرے غم نے پھر آواز دی
کب کے بچھڑے پھر اکٹھے ہو گئے (۲۱)
؎ تمام عمر یونہی ہم نے دکھ اٹھایا ہے
زیادہ خرچ کیا اور کم کمایا ہے (۲۲)

ناصر کاظمی نے محبوب کے سراپے کو جس انداز میں دیکھا، محسوس کیا اور شاعری کے قالب میں ڈھالا اس کی عمدہ مثال ان اشعار میں دیکھی جاسکتی ہے:

اس پیکرِ ناز کا فسانہ
دل ہوش میں آئے تو سنائے
آنکھیں تھیں کہ دو چھلکتے ساغر
عارض کہ شراب تھرائے
مہکی ہوئی سانس، نرم گفتار
ہر اک روش پہ گل کھلائے (۲۳)

؎ حُسن بھی حُسن سے محتاج نظر ہے جب تک
شعلۂ عشق چراغِ تہہ داماں ہی سہی (۲۴)
؎ سچ مچ تیرے جیسی آنکھیں
ویسا ہی ہنستا چہرہ تھا
چاندی کا وہی پھول گلے میں
ماتھے پر وہی چاند کھلا تھا (۲۵)

ناصر کاظمی نے رنگ کے استعارے سے تماثیل آفرینی کا کام لیا ہے۔ یہ رنگ کا استعارہ انہوں نے چاندنی، پھول، زلف، شب ،پتھر، خون، اور سر سبز کھیتوں سے لیا ہے۔ اور کسی قدر خوبصورتی سے اپنی غزل میں شامل کیا ہے۔

؎کہاں اب وہ موسم رنگ و بو کہ رگوں میں بول اٹھے ہو
یونہی ناگوار چبھن سی ہے کہ جو شاملِ رگ وپے نہیں (۲۶)
؎ پھر دیکھنا اس کے لب لعلیں کی ادائیں
پھر آتش خاموش ذرا اور دہک لے (۲۷)
؎آسمان لالہ خونیں کی نواؤں سے جگر چاک ہوا
قصرِ بیدار کی دیوار گری ہم نفسو شکر کرو (۲۸)
؎ رنگ برسات نے بھرے کچھ تو
زخم دل کے ہوئے ہرے کچھ تو (۲۹)
؎ اب کی فصل بہار سے پہلے

سنگ تھے گلستاں میں کیا کیا کچھ (۳۰)

ناصر کاظمی نے اپنی غزل میں لمسی پیکر بھی تراشے ہیں۔ لمسی پیکر سے مراد وہ پیکر ہیں جو حسِ لامسہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی دو اقسام ہیں:

1. نرمی و سختی ظاہر کرنے والے
2. گرمی یا سردی کا احساس دلانے والے

ناصر نے اپنی غزل میں دونوں طرح کی لمسی تمثال آفرینی کی ہے۔

؎ خوشوں کے اندر خوشے تھے
پھول کے اندر پھول کھلا تھا (۳۱)

؎ پل پل کانٹا سا چبھتا تھا
یہ ملنا بھی کیا ملنا تھا (۳۲)

؎ نئی نکور کنواری کلیاں
کورا بدن، کورا چولا تھا (۳۳)

ناصر کاظمی کی غزلوں میں تمثال آفرینی کے عمدہ نمونے ملتے ہیں جس سے ناصر کاظمی کا گہرا مشاہدہ اور دیدہ ریزی جھلکتی ہے۔ اس کی تمثالوں میں رنگا رنگی ہے۔ مناظر کو خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ بصری تمثال آفرینی میں ناصر نے گُلعزار کو دیکھ کر تخلیقِ گُل کے بارے میں سوچا ہے۔ چند شعری مثالیں دیکھیے:

؎ نہ آنکھیں ہی برسیں نہ تم ہی ملے
بہاروں میں اب کی نئے گُل کھلے (۳۴)

؎ تیرا خیال بھی تیری طرح مکمل ہے
وہی شباب، وہی دلکشی، وہی انداز (۳۵)

؎ ہم نے محفوظ کیا حُسنِ بہار
عطر گل صرف خزاں تھا پہلے (۳۶)

ناصر کا مشاہدہ لاجواب ہے اور گویا رگ جاں میں اترتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ تمثال آفرینی میں ناصر کا تخلیل پوری طرح اس کے ساتھ چلتا ہے تبھی یہ حُسن تکمیل تک جا پہنچتا ہے۔ اشعار ملاحظہ دیکھیے:

؎ شعاعِ حُسن بہترے حُسن کو چھپاتی تھی
وہ روشنی تھی کہ صورت نظر نہ آتی تھی (۳۷)

چونکہ ناصر کا مطالعہ وسیع تھا اس لیے اس نے تخیل سے وہ پیکر تراشی کی ہے جس نے اس کی غزل کو خاص آہنگ عطا کیا ہے۔

حرکت سے متعلق تمثال نگاری میں ناصر نے اپنی غزل میں مختلف تجربات کیے ہیں۔

؎ کون دیکھے گا طلوعِ خورشید

ذرہ جب دیدہ بینا ہو گا
گلِ شب تاب کی خوشبو لے کر
ابلق صبح روانہ ہو گا (۳۸)

؎ یاس میں جب کبھی آنسو نکلا
اک نئی آس کا پہلو نکلا (۳۹)

؎ پھیلتی جاتی ہے ناصر رنج مستی کی ردا
اور سمٹتے جا رہے ہیں پاؤں پھیلانے کو ہم
(۴۰)

؎ یہ رینگتی چلی آتی ہیں کیا لکیریں سی
یہ ڈھونڈتی ہے کسے سائے سائے شام فراق
(۴۱)

ناصر کی غزل میں یادداشتی تمثال آفرینی بھی ملتی ہے جو ان کی شاعری کو چار چاند لگاتی ہے۔ ایسے پیکر جن کا تعلق یاد سے ہو وہ یاداشتی تمثال آفرینی کہلاتی ہے۔ ناصر کاظمی کی معلومات وسیع اور تجربہ گہرا تھا یہی وجہ ہے کہ ان کے تخیل کی کارفرمائی اعلیٰ ہے۔

؎ تیری یاد سے لڑتا ہوں
دیکھ تو میرا پاگل پن
پیاسی جھیل اور دو چہرے
دو چہرے اور اک درپن (۴۲)

؎ جب بھی نئے سفر پر جاتا ہوں ناصر
پچھلے سفر کے ساتھی دھیان میں آتے ہیں (۴۳)

؎ دل میں تیری یادوں نے
کیسے کیسے رنگ بھرے (۴۴)

؎ آنکھوں میں چھپائے پھر رہا ہوں
یادوں کے بجھے ہوئے سویرے (۴۵)

ناصر کی غزل میں مرکب تمثال آفرینی کی مثالیں بھی زیادہ تعداد میں موجود ہیں۔ جب کوئی لفظ کسی جذبے کو پہچانتا ہے تو مختلف قسم کے پیکر سامنے آتے ہیں اور ایک ہی وقت میں کئی پیکروں کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اسے پیکر کی مرکب تمثال آفرینی کہا جاتا ہے۔ ناصر کاظمی کی غزل میں مرکب تمثال آفرینی کی مندرجہ ذیل مثالیں موجود ہیں:

؎ دھیان کی سیڑھیوں پہ پچھلے پہر
کوئی چپکے سے پاؤں دھرتا ہے (۴۶)

؎ دکھ کی لہر نے چھیڑا ہو گا

یاد نے کنکر پھینکا ہو گا　　(۴۷)

؎ جب تیز ہوا چلتی ہے بستی میں سرِ شام
برساتی ہیں اطراف سے پتھر تیری یادیں

(۴۸)

ناصر کاظمی کی غزلیہ شاعری میں تمثال آفرینی (Imagery) کے جائزہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ وہ اپنی غزلوں میں بہت دلکش اسلوب اور تصویری پیکروں کے ذریعے تصور محبوب، تنہائی، یادِ ماضی، محرومی اور گزرے وقت جیسے پیچیدہ جذبات کو مؤثر انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ان کی شعری تمثالیں روزمرہ زندگی کے تجربات، فطری مناظر اور انسانی نفسیاتی کیفیات سے گہرا تعلق رکھتی ہیں جو مل کر ان کی غزلوں میں ایک منفرد جمالیاتی فضا پیدا کرتی ہیں۔ ناصر کاظمی کی تمثال آفرینی محض تزئینی عنصر نہیں بلکہ داخلی احساسات اور فکری جہات کو مؤثر انداز میں بیان کرنے کا ایک طاقتور وسیلہ ہے۔ رات، شام، تنہائی، بارش، سنسان گلیاں، یادوں اور فطری مناظر جیسی علامتوں کے ذریعے شاعر ایک ایسا شعری جہان تشکیل دیتا ہے جو نہ صرف اس کی ذاتی اداسی بلکہ اجتماعی انسانی تجربے کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ ان کی سادہ مگر معنی خیز تمثال کاری اور پیکر تراشی قاری کو نہ صرف جذباتی طور پر متاثر کرتی ہیں بلکہ اسے شعری حسن کی گہرائیوں اور مفاہیم کی دل پزیری سے بھی روشناس کراتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ ناصر کاظمی کا اسلوب کلاسیکی اردو غزل کی روایت اور جدید حسیت کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی تمثال آفرینی کلاسیکی غزل کی موسیقیت اور علامتی نظام کو برقرار رکھتے ہوئے جدید دور کے احساسِ بیگانگی اور وجودی فکر کو بھی پیش کرتی ہے۔

ناصر کاظمی کی غزلیہ شاعری میں تمثال آفرینی ایک بنیادی کردار ادا کرتی ہے، جو ان کے کلام کی معنوی وسعت، جذباتی شدت اور جمالیاتی تاثیر کو نمایاں بناتی ہے۔ انہوں نے تصور سے پیکر تراشی کے عمل میں احساس و حواس کی مختلف نوعیتوں سے کام لیا ہے۔ یہی خصوصیت انہیں جدید اردو شاعری میں ایک منفرد اور دیرپا مقام عطا کرتی ہے۔ ان کے کلام میں تمثال آفرینی قاری پر سحر طاری کر دیتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز، ادبی اصطلاحات کا تعارف، لاہور: اسلوب اردو بازار، ۲۰۱۵، ص ۱۶۴
۲۔ محمد ہادی حسین، مغربی شعریات، لاہور: مجلسِ ترقی ادب، کلب روڈ، ۱۹۶۸ء، ص ۱۵۵
۳۔ عبدالحق، ڈاکٹر، سٹینڈرڈ، انگلش اردو ڈکشنری، دہلی، انجمن ترقی اُردو (ہند) طبع سوم، ۱۹۸۱ء، ص ۵۶۰
۴۔ ناصر کاظمی، برگِ نے، لاہور: القا پبلی کیشنز، ۲۰۱۶، ص ۴
۵۔ ایضاً، ص ۱۲
۶۔ ایضاً، ص ۲۶
۷۔ ناصر کاظمی، پہلی بارش، لاہور، القا پبلی کیشنز، ۲۰۱۶، ص ۴۰
۸۔ ناصر کاظمی، دیوانِ ناصر، لاہور علم و عرفان پبلیشرز، ۲۰۲۲ء، ص ۱۱۷
۹۔ ناصر کاظمی، برگ نے، ص ۱۲۸

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۴

۱۱۔ ناصر کاظمی، دیوانِ ناصر، ص ۲۸

۱۲۔ ایضاً، ص ۳۲

۱۳۔ ایضاً، ص ۴۱

۱۴۔ ناصر کاظمی، برگ نے، ص ۴

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۱

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۲

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۹

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۵

۱۹۔ ایضاً، ص ۱

۲۰۔ ایضاً، ص ۳

۲۱۔ ناصر کاظمی، دیوانِ ناصر، ص ۴۸

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۷۴

۲۳۔ ناصر کاظمی، برگ نے، ص ۵

۲۴۔ ایضاً، ص ۱۹

۲۵۔ ناصر کاظمی، پہلی بارش، ص ۴۲

۲۶۔ ناصر کاظمی، دیوان ناصر، ص ۴۹

۲۷۔ ایضاً، صفحہ ۵۳

۲۸۔ ایضاً، ص ۱۰۶

۲۹۔ ناصر کاظمی برگ نے، ص ۷۹

۳۰۔ ایضاً، صفحہ ۱۱

۳۱۔ ناصر کاظمی پہلی بارش، ص ۴۹

۳۲۔ ایضاً، صفحہ ۴۵

۳۳۔ ایضاً، صفحہ ۳۶

۳۴۔ ناصر کاظمی، برگ نے، ص: ۲۹

۳۵۔ ایضاً، ص: ۹۱

۳۶۔ ایضاً، ص: ۱۵۳

۳۷۔ ناصر کاظمی، دیوان ناصر، ص: ۱۴۲

۳۸۔ ناصر کاظمی، برگ نے، ص: ۱۴۸

۳۹۔ ایضاً، ص:۶۹

۴۰۔ ناصر کاظمی، دیوان ناصر، ص:۱۷۳

۴۱۔ ایضاً، ص:۶۵

۴۲۔ ایضاً، ص:۶۴

۴۳۔ ایضاً، ص:۶۲

۴۴۔ ناصر کاظمی، برگ نے، ص:۴۳

۴۵۔ ایضاً، ص:۳۷

۴۶۔ ایضاً، ص:۱۲۷

۴۷۔ ناصر کاظمی، دیوان ناصر، ص:۲۲

۴۸۔ ایضاً، ص:۹۵

Reference in Roman Script:

1. Hafeez Siddiqi, Abul Aijaz, Adabi Istilahaat ka Taaruf, Lahore: Asloob Urdu Bazaar,
2015, p.164
2. Muhammad Hadi Hussain, Maghribi Shairiyat, Lahore: Majlis Taraqqi Adab, Club Road,
1968, p.155
3. Abdul Haq, Dr., Standard English Urdu Dictionary, Delhi: Anjuman Taraqqi Urdu (Hind), 3rd ed., 1981, p.560
4. Nasir Kazmi, Barg-e-Ne, Lahore: Alqa Publications, 2016, p.4
5. Ibid, p.12
6. Ibid, p.26
7. Nasir Kazmi, Pehli Barish, Lahore: Alqa Publications, 2016, p.40
8. Nasir Kazmi, Diwan-e-Nasir, Lahore: Ilm-o-Irfan Publishers, 2022, p.117
9. Nasir Kazmi, Barg-e-Ne, p.128
10. Ibid, p.24
11. Nasir Kazmi, Diwan-e-Nasir, p.28
12. Ibid, p.32
13. Ibid, p.41
14. Nasir Kazmi, Barg-e-Ne, p.4
15. Ibid, p.11
16. Ibid, p.12
17. Ibid, p.19
18. Ibid, p.25
19. Ibid, p.1
20. Ibid, p.3
21. Nasir Kazmi, Diwan-e-Nasir, p.48
22. Ibid, p.174
23. Nasir Kazmi, Barg-e-Ne, p.5
24. Ibid, p.19
25. Nasir Kazmi, Pehli Barish, p.42
26. Nasir Kazmi, Diwan-e-Nasir, p.49

27. Ibid, p.53
28. Ibid, p.106
29. Nasir Kazmi, Barg-e-Ne, p.79
30. Ibid, p.11
31. Nasir Kazmi, Pehli Barish, p.49
32. Ibid, p.45
33. Ibid, p.36
34. Nasir Kazmi, Barg-e-Ne, p.29
35. Ibid, p.91
36. Ibid, p.153
37. Nasir Kazmi, Diwan-e-Nasir, p.142
38. Nasir Kazmi, Barg-e-Ne, pp.148
39. Ibid, p.69
40. Nasir Kazmi, Diwan-e-Nasir, p.183
41. Ibid, p.65
42. Ibid, p.64
43. Ibid, p.62
44. Nasir Kazmi, Barg-e-Ne, p.43
45. Ibid, p.37
46. Ibid, p.127
47. Nasir Kazmi, Diwan-e-Nasir, p.22
48. Ibid, p.95